

تسہیل المواعظ

از: مولانا انوار الحق صاحب مرحوم امروہی رحمہ اللہ

حساب کی آمد

بعد نظر اصلاحی: حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

اس تسہیل المواعظ کے متعلق حضرت حکیم الامتؒ کا ارشاد

احقر کا مشورہ ہے کہ مثل بہشتی زیور کے کوئی گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیے اس کا نفع گھر والوں کی درستی میں بہت جلد آنکھوں سے نظر آجائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ



زیر سرپرستی یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
بالمقابل چڑیا گھر ○ شاہراہ قائداعظم ○ لاہور- 54000
پوسٹ بکس نمبر 2074 فیکس: 042-6370371 فون: 042-6373310
E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

ناشر: انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ)
نفیس آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920
فون: 042-6861584 - 6551774



لگا رہ اسی میں جو ہے اختیاری
نہ پڑ امرِ غیر اختیاری کے پیچھے

عبادت کیے جا مزا گو نہ آئے
نہ آدھی کو بھی چھوڑ ساری کے پیچھے

مجذوبؒ رحمۃ اللہ علیہ

حسابؒ کی آمد



حضرت حکیم الاُمّت مُجدّد المِلّت

مولانا شاہ محمّد اشرف علی تھانوی صاحب

نوّر اللہ مرقدہٗ



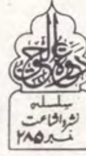
ناشر:

انجمن احیاءُ السُّنّۃ (رجسٹرڈ)

نفیر آباد ، باغبان پورہ ، لاہور







نام کتاب : ____________ تسہیل المواعظ

عنوانِ وعظ : ____________ حساب کی آمد

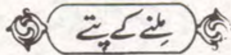
واعظ : ____ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

تسہیل : ____________ مولانا انوار الحق صاحب امروہی رحمۃ اللہ علیہ

کتابت : ____________ محمد علی زاہد

اشاعت اوّل : ____________ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ بمطابق اپریل ۲۰۰۳ء

ناشر : ____________ انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد۔ باغبانپورہ لاہور



ملنے کے پتے

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

بالمقابل چڑیا گھر ○ شاہراہ قائد اعظم ○ لاہور

پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6373310

فیکس: 042-6370371

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

فون: 042-6861584 - 6551774

نگران اشاعت ڈاکٹر عبد المقیم خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

رہائش 32 راجپوت بلاک نفیر آباد باغبانپورہ۔ لاہور فون: 042-6861584 - 042-6551774

Mobile:0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com

فہرست

صُحبتِ اولیاء

فرمایا جو شخص بخشش کا طالب ہو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھے تمہارے اعمال میں ان کی صحبت سے برکت ہوگی۔ اہل اللہ کے دل روشن ہیں۔ پاس رہنے سے دِل میں نُور آتا ہے۔ جب نور آتا ہے ظلمت و تاریکی بھاگ جاتی ہے، شبہ جاتا رہتا ہے۔ ان کا دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔

حساب کی آمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِىْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ

ترجمہ: لوگوں کا حساب نزدیک آگیا اور وہ غفلت میں مُنہ پھیرے ہوئے ہیں

وعظ سننے کا طریقہ

میں پہلے یہ عرض کیے دیتا ہوں کہ وعظ سننے سے لوگوں کی غرضیں جُدا جُدا ہوتی ہیں۔ بعض کی غرض صرف مجمع وعظ کی شرکت ہوتی ہے اور بعض کی غرض مجمع کی برکت لینا ہوتا ہے اور بعض کی غرض اپنے مرضوں کا علاج ہے یعنی یہ بات کہ ہر شخص کو اپنے دل کے مرض معلوم ہو سکتے ہیں وہ اس طرح کہ وعظ کہنے والا جو کہتا جائے وہ وعظ کے مضمون سے ملا ملا کر دیکھتا جائے ۔ تو یہ سمجھ لیجئے کہ ہر ایماندار کو خواہ

وہ کتنا ہی کم درجہ کا کیوں نہ ہو ایک بڑا نور دیا گیا ہے کہ جس سے وہ اپنے نفع اور نقصان کو دیکھ سکتا ہے جس طرح بہت سے چراغ رکھے ہوں کہ سب میں کم یا زیادہ روشنی ضرور ہوتی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اچھی غرض وعظ سننے سے اپنے حال کی درستی اور ان پر وعظ کہنے والے کی باتوں کو ملا ملا کر دیکھنا ہے اگر اس کوشش میں مر بھی جائے گا تو نیکوں میں شمار ہوگا۔ یہ تمہید ہوئی۔

اب سنئے کہ اللہ تعالےٰ نے شکایت کی ہے بندوں کی غفلت کی وہ یہ کہ ان کا حساب بہت قریب آن لگا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں اور یہ سمجھ لیجئے کہ شکایت دوست کی ہوتی ہے جس سے غرض یہ ہے کہ وہ اپنی درستی کرلے۔ شکایت سے تعلق توڑنا منظور نہیں ہوتا اگر کسی سے علاقہ رکھنا منظور نہیں ہوتا تو اس کی شکایت نہیں کیا کرتے دشمن کی شکایت ہی کیا جو کچھ کرے تھوڑا ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں تو صاف جواب ہوا کرتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ شکایت کرتے ہیں بندوں سے تعلق دور نہیں کرتے بلکہ ان کو اپنا بنانا چاہتے ہیں چنانچہ کلام اللہ میں فرماتے ہیں وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ ترجمہ اللہ تعالےٰ جنت کی طرف بلاتے ہیں اور یہ کتنی بڑی رحمت ہے کہ بدون اپنی کسی غرض اور نفع کے ہمیں سنوارنا چاہتے ہیں۔ اس بات پر بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کو ہمارے عملوں کی ضرورت نہیں تو پھر کیوں ہمیں تکلیف دی؟ اس کے بارے میں میں کہتا ہوں کہ اگر مریض یوں کہے کہ حکیم جی کو میرے علاج کی کیا ضرورت ہے کیوں کہ ان کو تو کوئی نفع ہی نہیں۔ ظاہر بات ہے ایسا مریض اچھا نہیں ہو سکتا۔ مریض کبھی خیال نہیں کرتا کہ میں حکیم جی پر بڑا احسان کرتا ہوں

اور عبادت کرنے والے کو یہ خیال ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت کرنے والا یوں سمجھتا ہے کہ عبادت اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ حالانکہ ان کا کام نہیں۔ پھر ہمارے اُوپر یہ مہربانی دیکھو کہ اللہ تعالےٰ نے پہلی اُمتوں کو ایک ہی دفعہ ایک کتاب عمل کرنے کو بھیج دی جس میں دل کے سارے مرض لکھے ہوتے تھے اور یہ کام بندوں کے سُپرد کر دیا کہ اپنی ضرورت کے موافق اس کتاب میں سے نکال لیں اور اس اُمّت کو ایک ایک نسخہ کر کے بھیجا۔ یعنی مختلف وقتوں میں کلام اللہ کی آیتیں اُتاریں۔ یہ نہیں کہ ایک ہی دفعہ پُورا کلام اللہ بھیج دیا ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی حکیم ابتدائی علاج سے انتہا تک ہر وقت کے موافق ایک ایک نسخہ دیتا ہے۔ یہ زیادہ مہربانی اور رحمت کی صورت ہے اور پھر اس سے بڑھ کر یہ رحمت ہُوئی کہ ہمارے علاج کی دیکھ بھال کے لیے کیسے مہربان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا چنانچہ کلام اللہ کے اندر حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بارے میں ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ

ترجمہ: آپ صرف اللہ تعالےٰ کی رحمت سے اس قدر مہربان ہیں۔

پھر خیال تو کرو کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اس محبت کی کیا قدر کی۔ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بے انتہا مہربان اور نرم تھے۔ اس سے کیا زیادہ بات ہو گی کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو جاہد الکفار کا حکم فرمایا کہ آپ بہت نرمی نہ کیجئے کچھ تو سختی چاہیے۔ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی کی بُرائی تو چاہی نہیں۔ اگر کبھی انسانی تقاضہ سے تمہارے نقصان کی دُعا مانگی بھی تو پہلے اللہ تعالےٰ سے عہد کر لیا کہ اس دُعا کو رحمت کا سبب کر دیا کریں

نہ نقصان کا۔ اگر غور کرو تو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی دُعا تو دُعا بددُعا بھی دعا ہے اور یہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی رحمت ہے کہ صرف زبانی درستی نہیں فرمائی بلکہ خود محنت اُٹھائی۔ آپ کو کبھی یہ خیال نہ ہُوا کہ عبادت کی کیا ضرورت ہے حالانکہ حضور کی اگلی پچھلی باتیں سب معاف کر دی تھیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ تہجّد کی نماز میں اتنی اتنی دیر کھڑے رہتے تھے کہ پاؤں مُبارک ورم کر آتے تھے اور فرماتے :

اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا ۔

ترجمہ : کیا میں اللہ کا بندۂ شکر گزار نہ بنوں !

حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا باوجود بخشش ہو جانے کے یہ حال تھا! پھر ہمیں کیا ہُوا ہے۔ حالانکہ ہماری یقینی بخشش بھی نہیں ہُوئی۔ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بطور شکر عبادت کرنے پر قصّہ یاد آیا وہ یہ کہ ایک بزرگ نے ایک پتھر کو دیکھا کہ رو رہا ہے بہت رحم آیا اور بذریعہ کشف معلوم کیا کہ کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا کہ جب سے یہ آیت اُتری ہے

وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ

ترجمہ : دوزخ کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ۔

جب سے برابر رو رہا ہوں۔ ان بزرگ نے دُعا مانگی کہ اللہ تعالےٰ اس پتھر کو تو دوزخ سے بچا ہی دیا جائے۔ دُعا قبول کر لی گئی۔ اس پتھر کا آپ نے اطمینان کر دیا۔ پھر ایک مرتبہ جو گزر ہُوا تو دیکھا کہ پہلے سے زیادہ رو رہا ہے۔ اس پر بڑا تعجب ہُوا پوچھا کہ اب بھائی کیوں رو رہا ہے؟ تیری تو نجات ہو

گئی - اس نے کہا واہ جس عمل سے یہ نتیجہ ہُوا اس کو اور زیادہ کیوں نہ کروں غرض یہ ہے کہ عبادت میں بالکل اپنا ہی نفع ہے اور لوگوں کا خیال یہ ہے کہ عبادت اللہ تعالےٰ کا کام ہے بس بوجھ سا اُتار دیا - ہمارے نفس دین کے چھوڑ دینے کے لیے یہ سب حیلے کرتے ہیں - ہمارے ذمّہ جو حقوق ہیں ان کا تقاضہ تو یہ تھا کہ اگر وہ اپنی طرف ہم کو نہ بھی کھینچتے اور مہربانی نہ بھی کرتے تب بھی ہماری طرف سے ہمیشہ طلب جاری رہتی - اگرچہ اُدھر سے انکار ہی ہوتا مگر نہیں اُدھر سے انکار نہیں طلب ہی ہے اور لوگوں کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے معاملہ کے خلاف ہے کہ وہ بلا رہے ہیں اور یہ مُنہ پھیرتے ہیں اس واسطے اللہ تعالےٰ شکایت کرتے ہیں جُدا کرنا منظور نہیں محبت جب ہی تک رہتی ہے جب تک گلہ شکایت رہے فرماتے ہیں - اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۞ کہ لوگوں کا حساب بہت قریب آگیا اور ان کو کچھ خبر نہیں نہ کچھ پہلی باتوں کا بدلہ کرتے ہیں نہ آیندہ کے لیے احتیاط ہر بات میں جو معاملہ ہمارا اُن کے ساتھ ہے لوگ اس کے خلاف کرتے ہیں - ہماری حکم کی ہوئی اور منع کی ہوئی باتوں پر بالکل نہیں چلتے نہ قول میں نہ فعل میں نئی نئی باتیں اور کام اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں اور ان کو ہماری خوشی کا سبب جانتے ہیں -

سوئم چہلم وغیرہ

ہزاروں مثالیں اس کی ہیں جیسے سوئم چہلم وغیرہ ، مشہور حدیث ہے

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ترجمہ: کاموں کا دارومدار نیتوں پر ہے -

اب دیکھیے کہ جو کام رواج پا رہے ہیں ان میں نیت کیا ہے صرف

ریاکاری اور برادری کو دکھلانا کہ ہم نے فلانے کی موت ایسی کی۔ کہا کرتے ہیں ارے میاں رو پیہ دو رو پیہ کے چنوں کے لیے نک کٹی کراتے ہو معلوم ہُوا کہ صرف نک کٹی کا خیال اس کا سبب ہے۔ جب اس کام میں صرف نیت ریاکاری کی ہے تو ثواب کیسا اور جب کرنے والے کو ثواب نہ ہُوا تو جس کو بخشا ہے اس کو کیا چیز پہنچے گی اور جو کوئی اس سے منع کرے تو کہتے ہیں کہ واہ صاحب ثواب پہنچانے سے منع کرتے ہیں۔ سو یہ بات نہیں ہے بلکہ منع کرنے والا ایک صورت سے منع کرتا ہے اور دوسری صورت ثواب پہنچانے کی بتلاتا ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ جیسے اس وقت حج بمبئی کے راستہ سے منع ہو گیا اور چاٹگام سے اجازت ہے وہ دوسری صورت ثواب پہنچانے کی یہ ہے کہ جتنا روپیہ سوئم و چہلم وغیرہ میں خرچ کرتے ہو۔ محتاج بیواؤں کو چھپا کر دے دو۔ دیکھو کتنا ثواب ہوتا ہے۔ مگر بڑا خیال تو یہ ہے کہ برادری کیا کہے گی۔ چار چار دانہ برادری کو ملنے چاہئیں تاکہ شہرت ہو جاوے، چاہے بھلا ایک کا بھی نہ ہو۔

جمعرات کی فاتحہ اور مُردہ کا سامان

لوگوں نے طرح طرح کے دستور باندھ رکھے ہیں۔

مثلاً جمعرات کا دن آیا اور مسجد کے مُلّا کے پاس حلوے اور مٹھائی کی بھرمار ہوتی ہے۔ ہفتہ کے دوسرے چھ دنوں میں تو بے چارے کو کوئی پوچھتا بھی نہیں بچی کھچی روٹی اور بُسا ہوا سالن اس غریب کے لیے ہے اور آج ساتویں دن آرزو کرتے کرتے یہ دن آیا کہ ایک سالن سے دوسرا سالن اسے ملے گا۔ مگر یوں بے کار ہے کہ ایک دم سے اس قدر آگیا کہ سب کھا نہیں سکتا اور ہفتہ بھر تک

رکھا بھی نہیں جا سکتا کیوں کہ بگڑ جائے گا۔ مُلا بے چارہ اس کو سکھاتا ہے اور پھنکی بنا کر نگلتا ہے اور جو چیز سکھانے کے لائق نہیں جیسے حلوا اور تر چیز وہ اس کو محلہ والوں سے چُھپا کر بیچ دیتا ہے خیال تو کیجئے کہ اس کی نیت بگڑی اور آپ کا مال برباد ہو گیا۔ اگر بجائے اس کے کہ جمعرات ہی کو خیرات کریں دوسرے دنوں میں بھی کوئی نئی چیز اس کے پاس بھیج دیا کرتے تو اس کی نیت نہ بگڑتی اور نہ سکھانے کی نوبت آتی یا یہ دستور ہے کہ مُردہ کے کچھ کپڑے اور جانماز وغیرہ اذان دینے والے کو دی جاتی ہے اور ان کپڑوں کے دینے کا دستور اس طرح تاکید سے ہے کہ چاہے گھر میں ان کے سوا اور کچھ سامان نہ ہو اور گھر کے بچے ننگے ہی رہ جاویں مگر رسم کے خلاف نہ ہو حالانکہ ترکہ میں وہ کپڑے بھی داخل ہیں اور مُردہ کا چھوڑا ہُوا مال جس کو ترکہ کہتے ہیں سب وارثوں میں مشترک ہے۔ بعض وارث نابالغ ہوتے ہیں ان کے مال میں خیرات کرنا حرام ہے بعض غائب ہوتے ہیں۔ بعض کا دینے کو جی نہیں چاہتا اور کپڑوں کا اچھا پن دیکھ کر لالچ آتا ہے مگر مجبورًا دیئے جاتے ہیں ورنہ برادری والے دیکھ کر کہیں گے کہ دیکھو مُردہ کے کپڑے پہن رکھے ہیں اور اگر کپڑے قیمتی ہیں اور پہنچے موذن کے پاس تو یوں اُن کا ناس ہُوا کیوں کہ وہ اُن کی قدر نہیں جانتا بازار میں لے جا کر جن داموں بکیں بیچ دیتا ہے۔ صاحبو! اگر یوں صورت کی جاتی کہ ان کو تقسیم کر کے جو بالغ موجود ہیں وہ اپنا حصّہ بخوشی بیچ کر قیمت خیرات کر دیتے اور نابالغوں کا حصّہ حفاظت سے رکھ لیا جاتا تو کیا اچھی بات تھی۔ یا بچوں کو پہننے دیتے تو کیا جرم تھا۔

مُردہ کی قبر پر قرآن شریف پڑھوانا اور مؤذن کی ذلّت

بعض جگہ دستور

ہے کہ مُردہ کی قبر پر چالیس روز تک قرآن شریف پڑھواتے ہیں اور کچھ اُجرت حافظ کو دینی پڑتی ہے اور اتنے دنوں کا کھانا بھی ملتا ہے۔ اس کے بارہ میں سُنئے وہ یہ کہ قرآن شریف پڑھ کر اُجرت لینا حرام ہے یہ مسئلہ فقہ یعنی مسئلوں کی کتاب میں لکھا ہُوا ہے اور قرآن شریف پڑھانے میں جو جائز ہونے کا فتویٰ دیا گیا ہے تو اس ضرورت سے کہ لوگوں کو یوں تو پڑھانے کا شوق رہا نہیں اگر پڑھانے کی تنخواہ کو بھی منع کر دیا جائے تو قرآن شریف کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہے اور مُردہ کی قبر پر نہ پڑھوانے سے یہ ڈر ہی نہیں اس لیے وہ حرام ہی رہے گا۔ ظاہر ہے کہ جب بدلہ لے کر قرآن شریف پڑھا گیا تو پڑھنے والے ہی کو ثواب نہ ہُوا پھر مُردہ کو کیا چیز بخشے گا اس لیے یہ اُجرت آپ کی برباد گئی اور حافظ صاحب کے دل پر جو کچھ اثر ہُوا وہ الگ وہ ہر وقت منتظر رہتے ہیں کہ کوئی مرے اور جہاں جنازہ دیکھا اور اطمینان ہوا کہ اب چالیس روز کا سہارا تو ہُوا۔ چِلّہ جوں جوں ختم ہوتا جاتا ہے۔ تو دُعا مانگتے جاتے ہیں۔ وہ مثل ہے کہ مرے موٹا اور بھرے لوٹا۔ صاحبو! یہ ساری خرابیاں کاہے سے پیدا ہوئیں صرف پابندئ رسم سے۔ اگر آپ حافظ جی کو یوں ہی کبھی دعوت کر کے عمدہ کھانا کھلا دیا کرتے اور اپنے کپڑوں میں سے کبھی کپڑا دے دیا کرتے تو کیوں وہ تمہارے مرنے کو تکتے۔ مگر حالت یہ ہے کہ بجز موقع موت کے اس کی کوئی بات بھی نہیں پوچھتا اور خاص کر مؤذن کو نوکروں چاکروں سے بھی زیادہ ذلیل سمجھ رکھا ہے۔ نامعلوم

اس طرف یہ بات ہے یا نہیں ہمارے قصبات میں تو محلہ کا پانی تک اس سے بھرواتے ہیں۔ یوں دستور ہے کہ اگر کسی کے مکان سے اصیل یا ماما مسجد کے کنوئیں پر گھڑا بھرنے کو لائے اور موذن موجود ہو تو اچھا تو یہ ہے کہ وہ گھڑے کو بھر کر مکان تک پہنچا آئے اور کم از کم اتنا تو ضروری ہے کہ اپنے ہاتھ سے بھر کر اس اصیل کو دے دیں۔ بے چارے کو سینکڑوں گھڑے بھرنے پڑتے ہیں۔ کیا وہ محلہ والوں کا نوکر ہے۔ اگر اس کو روٹی دیتے ہو تو وہ اذان بھی تو کہتا ہے اور اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ مسجدوں میں طالب علم رہا کرتے ہیں وہ پڑھیں یا تمہارے گھڑے بھریں اور ایسے ہی بہت سے رواج اس قسم کے ڈال رکھے ہیں کہ صدہا خرابیوں کے باعث ہوتے ہیں۔ وجہ اس کی کیا ہے کہ ان خرابیوں پر نظر نہیں اور اسی واسطے ان کی درستی کو ضروری نہیں سمجھتے اس بات کا خیال نہیں کہ ان کاموں پر بھی قیامت میں حساب ہوگا۔ اس کا خیال رکھو اور مولویوں کے پاس بیٹھو اور ان سے لگاؤ پیدا کرو اور اپنی باتوں اور فعلوں کی ان سے پوچھ پوچھ کر درستی کرو۔ پوچھنے میں شرم ہرگز نہ کرو۔ جب ان سے پوچھو گے تو ضرور کوئی شکل نکلے گی۔ ان کے پاس پہنچو گے تو اللہ تعالےٰ کے پاس پہنچو گے۔

اللہ والوں کی صحبت کا اثر

اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے مگر ناقص صحبت سے بچنا چاہیے

خیر ضرورت کے واسطے مضائقہ نہیں میل جول بلا ضرورت نہ چاہیے۔ اللہ والوں کی صحبت سے ضرور نفع ہوتا ہے۔ لوگوں کا خیال یہ ہوا کرتا ہے کہ صاحب ہم فلانے بزرگ کے پاس بیٹھے تو کچھ کمال نہ ہوا۔ پہلی دفعہ میں جوش تک بھی نہ ہوا۔ یہ غلطی

ہے یہ سمجھ لیجئے کہ صحبت کا اصل اثر یہ ہے کہ دُنیا کی محبت گھٹ جائے اور اللہ تعالٰے کی محبت بڑھ جائے۔ پھر کبھی نفس کی حالتوں کا غلبہ بھی اس کے ساتھ پایا جاتا ہے، بعض لوگوں کا حال سُنا ہوگا کہ پیر کی بات سُن کر پچھاڑ کھا کر گر پڑے۔ لوگوں کے نزدیک یہی بڑا اثر ہے۔ جہاں یہ پایا جاوے وہی مجلس اچھی سمجھی جاتی ہے۔

سماع کا اثر

عام لوگ کہا کرتے ہیں کہ میاں گانا سُننا تو وہ چیز ہے کہ سانپ کو بھی مست کر دیتا ہے۔ مَیں کہتا ہوں یہی دلیل ہے کہ یہ خاص حالت لائق اعتبار نہیں کیونکہ لائق ماننے کے وہ حالت ہے کہ انسان ہی میں پائی جائے اور میں نہیں اور جب سانپ کو اس سے اثر ہوا معلوم ہوا کہ گانا سننے سے ایسی کیفیت ہوتی ہے جو انسان میں بھی اور دوسرے حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے اس لیے کوئی کمال نہ ہوا۔ انسان کا خاص کمال تو وہ ہے کہ تمام خلقت پر بڑھ جاوے بلکہ فرشتوں پر بھی۔ وہ کمال یہی ہے کہ اللہ تعالٰے کی پوری تابعداری اور نفس کی درستی پیدا ہو۔ ہاں اگر تابعداری کے ساتھ جوش کی حالت بھی پیدا ہو جائے اور اچھا ہے کیونکہ یہ نفس میں تیزی پیدا کرتا ہے اس لیے تابعداری پر مددگار بن جاتا ہے جیسا کہ انجن میں آگ کہ گاڑی میں بدون آگ کے ٹھیلنے سے بھی چلتی ہیں۔ مگر آگ سے خوب تیز چلتی ہیں۔ غرض اصل مقصود تابعداری اور اللہ تعالٰے کی نزدیکی ہے اگر بھڑک نہیں ہے پڑی مت ہو اور جو دونوں ہوں تو بہتر اور اچھا ہے۔

صحبت کا ادب لحاظ رکھنے سے ضرور اثر ہوتا ہے

لوگ صحبت

کا اثر چاہتے ہیں مگر اکثر لوگ آداب صحبت کو جانتے بھی نہیں۔ صحبت کے جو طریقے ہیں وہ اختیار کیجئے پھر دیکھئے کہ اثر ہوتا ہے یا نہیں۔ طرح طرح کے بکھیڑے لے کر پیروں کی خدمت میں جاتے ہیں۔ کوئی مقدمہ کے واسطے دُعا کراتا ہے کوئی اولاد کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا چاہنے والا بھی کوئی ہے؟ پیروں کے پاس سوائے ضروری بات کے کچھ بات نہ کی جاوے۔ اگر وہ خود بھی دنیا کی بات کریں تو یہ سمجھو کہ انتہا کے مرتبہ پر پہنچنے والے کو ان سے نقصان نہیں ہوتا اور تم ابتدائی حالت میں ہو اس لیے تم کو نقصان ہو گا۔ لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی بات پوچھنے کی ہو تو یوں گمان کر رکھا ہے کہ ہم جا کر بیٹھتے ہیں اس کو پوچھنا نہ چاہیے پیر خود بیان کریں۔ صاحبو! اوّل تو یہ بات کشف سے ہوتی ہے اور کشف ہمیشہ اختیار میں نہیں اور مان لو کہ ان کو کشف بھی ہو گیا تو کیا ضروری ہے کہ تمہاری بات کا جواب بھی دیں۔ جب تم حاجت والے ہو کر پوچھنے سے بے پروا ہو تو وہ بے پروا ہوں تو کیوں مجبور کیے جاویں۔ پھر یہ ہے کہ تمہارے پوچھنے سے ان کی شفقت اور مہربانی تمہارے اوپر زیادہ ہو جائے گی ضرور پوچھو جب وہ بدون تمہارے پوچھے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو معلوم ہو جاوے اور تمہیں نیک بختی حاصل ہو تو تمہارے پوچھنے سے اور زیادہ مہربانی کریں گے۔

ضروری بات پوچھنے سے رُکنا نہ چاہیے اور مُراقبہ کا بیان جو بہت مفید ہے

میں نے اس مضمون کو لمبا چوڑا اس لیے بیان کیا کہ میں تاکید سے کہتا ہوں کہ مولویوں کے پاس آنا جانا اختیار کرو اور اپنی حالت کو دُرست کرو اور علم

سے پوچھنے میں شرم نہ کرو۔ ایک بات بہت مفید یہ ہے کہ حساب کا مراقبہ کیا کرو جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی وقت مقرر کر کے تنہائی میں یہ خیال کیا کرو کہ میں اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور عمل تولنے کی ترازو بھی موجود ہے اور میرا حساب ہو رہا ہے اور پل صراط سامنے کھڑا کر کے اس پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر دیکھنا کہ تم سے گناہ کیسے ہوتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہوں گے اور اللہ تعالےٰ کا خوف دل میں پیدا ہو گا اور شریعت پر چلنا دشوار نہ رہے گا۔ جب شریعت پر چلنے لگے تو پل صراط پر چلنا کوئی بات نہیں۔ بڑے درجہ کے علمائے نزدیک پل صراط ایک صورت ہے شریعت کی اس لیے سالک یعنی شریعت پر چلنے والا دُنیا میں پُل صراط پر چل رہا ہے۔ اس لیے قیامت میں کوئی دُشواری نہ رہے گی اور اپنے حال کو ہر وقت دُرست رکھو نہ معلوم کس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے بلاوا ہو جاوے۔ حال کے درست ہو جانے کی علامت یہ ہے مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ جو شخص ایسا صاف ہو کہ اللہ تعالےٰ کے پاس جانے سے اس کو اندیشہ نہ ہوتا ہو تو اللہ تعالےٰ بھی اس سے خود ملنا چاہتے ہیں اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ عمل ٹھیک ہوں۔ حدیث شریف میں ہے۔

اَحْسِنُوا الظَّنَّ بِرَبِّكُمْ ترجمہ: اللہ تعالےٰ سے اچھا گمان رکھو۔

اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ گمان اس کا درست ہوتا ہے جس کے عمل ٹھیک ہوں اس صورت میں حدیث کے یہ معنی ہُوئے کہ اَحْسِنُوا الْعَمَلَ کہ عمل کو ٹھیک کرو کہ وہ سبب ہے اللہ تعالےٰ سے اچھا گمان

رکھنے کا اور یہ معنی تھوڑے ہی ہو سکتے ہیں کہ بُرے عمل کیے جاؤ اور خیال اچھا جماتے رہو یہ تو دھوکہ ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ایسا حال بنا لو کہ جب سوچو موت بُری نہ معلوم ہو اور موت کا وقت مقرر نہیں۔ اس لیے ہر وقت حال ٹھیک رکھنا ضروری ہوا۔ کیونکہ شاید یہی آخری سانس ہوا اس واسطے ہم کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔

وعظ ختم ہوا اور لوگوں نے دُعا مانگی، فقط

تمت



بدنگاہی کے نقصانات

فرمایا کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نامحرم کو دیکھنے کا تقاضا قلب میں ہو، اس کو ہم ایک دفعہ جی بھر کر دیکھ لیں تو تسکین ہو جائے گی، یہ محض غلط ہے وہ تسکین عارضی ہے۔ اس دیکھنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ دل کی گہرائی میں اُتر جاتا ہے اس لیے محسوس نہیں ہوتا اور تسکین کا جو شبہ ہوتا ہے تو قصداً اس کا تصور کر کے مزہ لینا زہر قاتل، رہزن دین ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

اَلنَّظَرُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ

نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے

(کمالاتِ اشرفیہ)

وساوس جو آتے ہوں اس کا ہو غم کیوں
عبث ہے اپنے جی کو جلانا بُرا ہے
خبر تجھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے
وساوس کا لانا کہ آنا بُرا ہے

مجذوبؒ رحمۃ اللہ علیہ

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ
راہ چلنا راہرو کا کام ہے
تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر
یہ ترا راہرو خیالِ خام ہے

مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ